43270-کفار کا اخلاق مسلمانوں سے بہتر ہے کہنے کا حکم

سوال

کیا مسلمان شخص کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ کافروں کا اخلاق بعض مسلمانوں سے اچھا اور بہتر ہے ؟

پسندیدہ جواب

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کافروں کا اخلاق مسلمانوں سے اچھا ہے (یعنی مطلقا) اس کے حرام ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ، بلکہ ایسا کہنے والے شخص کو توبہ کرنے کا کہا جائیگا ، کیونکہ اخلاق میں سب سے اہم اور انتہائی بلند اخلاق تو اللہ سبحانہ و تعالی کے ساتھ اخلاق اپنانا اور اس کا ادب اور اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت کو ترک کرنا ہی اخلاق عالیہ کہلاتا ہے .

اور یہ چیز کافروں میں نہیں بلکہ مسلمانوں میں پائی جاتی ہے ، اور اس لیے بھی کافروں کا اخلاق مسلمانوں سے اچھا کہنے میں سب مسلمانوں کے لیے عموم ہے ، حالانکہ ان مسلمانوں میں ضرور ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو اسلامی اخلاق کا کاربند ہیں ، اور اللہ کی شریعت پر عمل پیرا ہیں .

بعض کفار کے اخلاق کو مسلمانوں کے اخلاق پر فضیلت دینا بھی غلط ہے ؛ کیونکہ کفار کے سوء اخلاق کے لیے یہی کافی ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بداخلاقی کی ہے ، انہوں نے اللہ کو گالیاں دیں اور دعوی کیا کہ اللہ کی اولاد ہے ، اور انبیاء کو جھٹلایا اور ان کی تکذیب کرتے ہوئے ان پر جرح وقدح کی .

اب لوگوں کے ساتھ اخلاق اپنانا انہیں کیا فائدہ دیگا جب انہوں نے اپنے پرودگار جل جلالہ کے ساتھ بدترین اخلاق کا مظاہرہ کیا .

پھر دس یا سو کافروں کے اخلاق کو دیکھ کر کیسے حکم لگا دیتے ہیں کہ ان کا اخلاق بہتر ہے ، اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اکثر یہود و نصاری کا اخلاق کیا ہے ، انہوں نے کتنے مسلمانوں سے غداری کی ، اور کتنے ملک تباہ و برباد کر کے رکھ دیے .

مسلمانوں کو ان کے دین سے دور کر کے فتنہ میں ڈال دیا اور ان کی کتنی ہی قیمتی اشیاء تباہ کر کے رکھ دیں ، اور کتنی چالیں چلیں ، اور ان پر کتنا قہر اور ظلم کیا ....

بعض کا اچھا اخلاق اکثر کفار کے برے اور قبیح اخلاق کے مقابلہ میں کچھ نہیں ، چہ جائیکہ وہ لوگ اس اخلاق سے تو اپنا فائدہ چاہتے ہیں ، انہیں فی نفسہ اخلاق مراد نہیں ہوتا بلکہ وہ تو اکثر حالات میں اس سے اپنی مصلحت اور دنیاوی امور کے فوائد چاہتے ہیں .

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ایک شخص مسلمان اور غیر مسلم ملازمین کے مابین موازنہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ غیر مسلم امانتدار ہیں اور میں ان پر بھروسہ اور اعتماد کر سکتا ہوں ، ان کے مطالبات کم ہیں اور ان کا کام کامیاب ہے .

لیکن یہ مسلمان ملازمین اس کے بالکل برعکس ہیں ایسے شخص کے بارہ میں جناب والا کی رائے کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

ایسی باتیں کرنے والے حقیقی مسلمان نہیں، یہ لوگ اسلام کا صرف دعوی کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں مسلمان ہی امانتدار ہیں اور وہی کافروں سے زیادہ سچائی اختیار کرنے والے ہیں، آپ نے جو بات کی وہ غلط ہے ایسی بات زبان سے ادا کرنا جائز نہیں.

اگر کافروں نے اپنی مصلحت کے حصول اور ہمارے مسلمان بھائیوں کا مال لینے کے لیے آپ کے ہاں سچائی اختیار کی تو یہ سب کچھ انہوں نے اپنی مصلحت اور مقصد کے لیے کیا؛ انہوں یہ کام آپ لوگوں یعنی مسلمانوں کی مصلحت کی خاطر نہیں بلکہ اپنی مصلحت کی خاطر کیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کا مال ہڑپ کریں، اور آپ لوگ کافروں میں رغبت رکھیں اور ان کی طرف مائل ہو کر انہیں اچھا کہیں.

اس لیے آپ کو چاہیے کہ آپ اچھے قسم کے حقیقی مسلمان لائیں اور ان سے کام کروائیں، اور اگر آپ کسی مسلمان کو غلط کرتا ہوا دیکھیں تو انہیں نصیحت کریں کہ مسلمان کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں، اگر وہ صحیح ہو جائیں تو بہتر وگرنہ آپ انہیں ان کے ملک واپس بھیج کر دوسرے افراد کو لے آئیں.

اور آپ ٹریول ایجنٹ سے کہیں کہ وہ آپ کے لیے ایسے مسلمان افراد اختیار کرے جو امانت و دیانت میں معروف ہوں، اور نماز پنجگانہ کی پابندی کرنے والے اور باشرع ہوں ایجنٹ ہر ایسے غیرے کو نہ بھیج دے.

بلاشک وشبہ یہ شیطان کی چال اور دھوکہ ہے کہ وہ آپ کے ذہن میں ڈالتا ہے کہ کفار مسلمانوں سے بہتر ہیں، یا پھر کافر زیادہ امانتدار ہے، کافر ایسا ہے ایسا ہے.

اللہ کا دشمن اور اس کا لشکر یہ علم رکھتا ہے کہ مسلمان ملازمین کو چھوڑ کر کفار ملازمین کو لانے میں عظیم شر پایا جاتا ہے، لہذا شیطان اپنا کام کرنے کے لیے مسلمانوں کے ذہن میں یہ ڈالتا ہے اور ترغیب دلاتا ہے کہ کافر ملازم لاؤ تاکہ مسلمان کو چھوڑ دیا جائے.

اور یہی نہیں بلکہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہوئے اللہ کے دشمن ایک مسلمان ملک میں لائے جائیں اور فساد بپا کریں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ.

مجھے علم میں تو یہاں تک آیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ مسلمان ملازمین تو نماز ادا کرتے ہیں اور کام میں خلل پیدا ہوتا ہے، لیکن کفار نماز نہیں ادا کرتے اس طرح وہ کام زیادہ کرتے ہیں، کیونکہ مسلمان شخص کو نماز ادا کرنے کے لیے وقت دینا پڑتا ہے.

یہ بیماری بھی پہلی جیسی ہی ہے اور ایک بڑی بیماری اور آزمائش یہ بھی ہے کہ مسلمان شخص پر نماز ادا کرنے کی پابندی کا عیب لگا کر کفار کو لایا جائے کہ وہ نماز ادا نہیں کرتے اس طرح کام زیادہ ہوگا، تو پھر ایمان کہاں گیا؟

تقوی و پرہیزگاری کہاں ہے؟ اور اللہ کا ڈر اور خوف کدھر گیا؟ کہ آپ اپنے مسلمان بھائیوں کو نماز ادا کرنے پر عیب والا سمجھتے ہیں تو پھر ایسا کہنے والے لوگ خود نماز ادا کرتے ہونگے؟ اللہ سبحانہ وتعالی ہمیں اپنی پناہ میں محفوظ رکھے"

ماخوذ از: فتاوی نور علی الدرب.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

یہ کہنا کہ کفار کو سچائی اور امانت کہنا کہ وہ کام زیادہ کرتے ہیں کس حکم میں آتا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

"اگر بالفرض یہ صحیح بھی مان لیا جائے کہ ان میں یہ اخلاق پایا جاتا ہے، اور بعض مسلمان ممالک میں جو بد دیانتی اور خیانت پائی جاتی ہے اس سے بڑھ کر اور زیادہ تو کفار میں کذب وافترا اور غداری وخیانت دھوکہ بازی موجود ہے.

لیکن اگر یہ صحیح بھی ہو تو ایسے اخلاق ہیں جن کی اسلام دعوت دیتا ہے کہ ہر مسلمان کو یہ اخلاق اپنانا چاہیے، اور پھر مسلمان یہ اخلاق اپنانے کے زیادہ حقدار ہیں تاکہ اس اخلاق کو اپنا کر دنیاوی فائدہ کے ساتھ ساتھ حسن اخلاق کا اجر و ثواب بھی حاصل کر سکیں.

لیکن کفار کا مقصد تو صرف اور صرف مادیت کا حصول ہے اور ان کا مقصد ہوتا ہے کہ لوگ ان کی طرف راغب ہوں اور انہیں پسند کریں.

اور اگر مسلمان شخص ان اخلاق حمیدہ کو اختیار کرتا ہے تو اس کا مقصد مادیت کے ساتھ شرعی حکم بھی ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے اخلاق حسنہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اور ایمان اور ثواب اللہ کی جانب سے حاصل ہوگا، یعنی مسلمان اور کافر میں فرق یہی ہے کہ کافر دنیاوی اور مادی چیز کے لیے اسے اختیار کرتا ہے لیکن مسلمان دنیاوی کے ساتھ ساتھ اس کا اصل مقصد آخرت کا اجر و ثواب حاصل کرنا ہے.

لیکن جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ مشرق یا مغرب کے کفریہ ممالک میں سچائی پائی جاتی ہے اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو اس خیر کم اور شر زیادہ ہے، اگر یہ نہ بھی ہو تو ان کفار نے اللہ کے عظیم حق کا انکار کرتے ہوئے شرک جیسے عظیم جرم کا ارتکاب کیا ہے.

لہذا یہ لوگ جتنے بھی خیر و بھلائی کے کام کرتے پھریں تو ان کی برائیوں اور کفر کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے. جس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں، اور پھر جو وہ ظلم و ستم مسلمانوں پر ڈھا رہے ہیں اس کے مقابلہ میں تو یہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا"

دیکھیں: مجموع الفتاوی (3).

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ کہتے ہیں:

"ذمی اشخاص سے اپنے سرکاری امور میں اور خط و کتابت میں معاونت حاصل نہیں کی جائیگی، کیونکہ اس کے نتیجہ میں کئی ایک خرابیاں پیدا ہونگی، یا پھر ان خرابیوں کا باعث بنے گا.

ابو طالب کی ایک روایت میں ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

خراج اور جزیہ جیسے کے امور میں ذمی سے معاونت لینا کیسی ہے؟

تو امام احمد کا جواب تھا:

"اس جیسی کسی بھی چیز میں ان سے معاونت نہ لی جائے"

دیکھیں: الفتاوی الکبری (539/5).

مالکی حضرات کے ہاں اس مسئلہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ:

"کافر کو کسی مسلمان شخص پر فضیلت دینا صحیح نہیں بلکہ اگر یہ دینی اعتبار سے ہو تو یہ ارتداد ہے، اس کے علاوہ امور میں ارتداد نہیں ہوگا"

دیکھیں : فتح العلی المالک فی الفتوی علی مذہب مالک (348/2).

مزید آپ سوال نمبر (13350) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.